74

اشاعتِ دین ہر ایک مومن کا فرض ہے

(فرمودہ ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء بمقام احمدیہ ہوسٹل لاہور)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

نماز جمعہ کی غرض روحانی فوائد اور روحانی منافع کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک یہ بھی مقرر فرمائی ہے کہ اس کے بندے ایک خاص حلقہ کے اندر جمع ہو کر دین کی ضروریات اور تقویٰ و طہارت حاصل کرنے کی ہدایات سُنیں۔ دوسری نمازیں صرف عبادت کا رنگ رکھتی ہیں لیکن جمعہ کی نماز عبادت کے علاوہ ذکر کا رنگ بھی رکھتی ہے، پھر باقی نمازوں میں اگر ذکرِ الٰہی کا دخل ہے تو خفا کے رنگ میں ہے، لیکن جمعہ کی نماز میں ذکر الٰہی بالجہر ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید وعظ کے رنگ رکھی گئی ہے۔ پس دوسری نمازیں اگر انسان کے اپنے نفس سے تعلق رکھتی ہیں تو جمعہ کی نماز اس رشتہ اور تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔ جو بنی نوع انسان کا آپس میں خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور نماز جمعہ کو دوسری نمازوں پر یہ فضیلت ہے کہ نماز جمعہ مومنوں کے لیے تقویٰ و طہارت کے زیادہ کرنے کے علاوہ آپس کی محبت اور پیار کے ازدیاد کا موجب ہوتی ہے۔ مگر بہت لوگ جو نماز پڑھتے ہیں۔ وہ بھی اور جو پڑھاتے ہیں۔ وہ بھی اس حکمت سے غافل ہوتے ہیں۔ دیکھئے جمعہ کی نماز میں خدا تعالیٰ نے اپنی خاص عبادت سے دو رکعتیں قائم کر دی ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق جو دوسرے دنوں میں چار رکعت ادا کرنا فرض ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلانے کے لیے کم کر دیا ہے کہ بہت سی نیکیاں اذکار کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہیں۔ شریعت کے بہت سے احکام ایسے ہوتے ہیں جن سے عام طور پر لوگ غافل ہوتے ہیں۔ اور غفلت کی وجہ سے ان کے پورا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ ان کو سمجھانے اور یہ بتلانے کے لیے کہ انسان ان کو پھیلانے کی کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے جمعہ کے دن اپنی عبادت کو نصف کر دیا ہے۔ اس دو رکعت کے کم کرنے سے کتنا وقت بچتا ہے اور کتنا وقت خطبہ پڑھنے کے لیے مل جاتا ہے وہ بہت قلیل ہے، لیکن یہاں اس کا سوال نہیں۔ بلکہ اس

سے اصل میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ اے انسان تیری تعلیم اور تربیت اس قدر ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے جمعہ کے دن اپنی عبادت میں سے نصف تجھے معاف کر دی ہے کہ جا اور جا کر اس وقت میں بھی تعلیم حاصل کر۔ وقت کے لحاظ سے عبادت کو نصف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن اس سے یہ سبق دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک انسانی تعلیم و تربیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ اس نے اپنی عبادت میں سے نصف کو اس کے لیے معاف کر دیا ہے۔ تو جمعہ کے دن یہ بہت بڑا سبق دیا گیا ہے کہ تعلیم دین اور اپنے نفس کی اصلاح کے لیے صرف اپنے اندر کی کوشش کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لیے باہر سے بھی بہت کچھ سننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت دفعہ انسان ایک بات سنتا ہے۔ مگر اس کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا، لیکن کسی دن وہی بات جو دل پر پڑتی اور کچھ اثر نہ کرتی تھی۔ اور وہی آواز جو کان میں گونجتی تھی۔ مگر اندر داخل نہ ہوتی تھی۔ وہی آواز دل کے اندر داخل ہو کر اسے نرم کر کے پگھلا دیتی ہے۔ اور اندرونی آلائشوں مثلاً بغض۔ حسد۔ عناد اور کینہ کو دُور کر دیتی ہے۔ اور دل کو ایسا جلا کر دیتی ہے۔ جیسے پیتل کا برتن پالش کیا ہوا۔ بلکہ اس کی صفائی کو آئینہ کی صفائی سے مشابہت دی جا سکتی ہے کہ وہ صرف آپ ہی صاف نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کی غلطی اور خوبی کو بتا دیتا ہے۔ تو دوسروں سے دین کی باتیں سُنتے رہنا اور دوسروں کے علم سے فائدہ اُٹھانا نہایت ضروری چیز ہے۔ دوسری نمازوں میں انسان کا اپنا نفس مخاطب ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن ایک دوسرا آدمی اُسے وعظ سناتا ہے۔ اور انسان کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اندر دوسروں سے وعظ سُننے کی قابلیت اور اہلیت رکھتا ہو۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے نفس کا وعظ تو سن سکتے ہیں، لیکن دوسروں کا نہیں سن سکتے۔ دوسرا اگر ذرا سی بات کہے تو اس سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کیا حق ہے کہ ہمیں نصیحت کرے۔ لیکن اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک سچی اور اچھی بات تمہارے اندر سے تمہیں معلوم ہو سکے۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ایک دفعہ جو سچی بات تم نے سنی ہو۔ پھر اُسے نہ سُنو۔ ممکن ہے ایک دفعہ کسی سے تم نے نئی بات سُنی ہو، لیکن اُسے بھلا دیا ہو۔ یا یاد تو ہو، لیکن تم نے اپنی سُستی اور غفلت کی وجہ سے اس سے فائدہ نہ اُٹھایا ہو۔ پس ہر ایک انسان کے لیے اپنے اندر قابلیت پیدا کرنا ضروری ہے کہ وہ نیک بات دوسروں کے منہ سے سُنے۔ تاکہ خدا تعالےٰ کے لیے اپنے نفس کی قربانی کر سکے۔ پس ایک ایسا شخص جو اور دنوں میں کسی دوسرے کے منہ سے وعظ و نصیحت نہیں سنتا یا نہیں سُننا چاہتا ہے۔ وہ مجبور ہے کہ جمعہ کے دن دوسرے کے منہ سے نصیحت کی

باتیں سُنے اور سیکھے۔ توجمعہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ عادت ڈلوائی ہے۔ اور اپنے ماموروں کے زمانہ کے لیے تیار کیا ہے۔ اگر یہ سبق نہ دیا جاتا۔ تو دوسرے لوگوں کی طرح مسلمان بھی خدا تعالیٰ کے کسی خاص مامور کی باتیں نہ سنتے۔ مگر باوجود اس کے کہ عام طور پر مسلمان دین سے دُور ہو چکے ہیں۔ پھر بھی اَوروں کی نسبت بہت زیادہ سنتے ہیں۔ مگر یہاں دوسروں کی نسبت سننے کا سوال نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو جمعہ کے دن یہ سبق دیا گیا تھا۔ توانہوں نے کیوں اسے بھلا دیا۔ اور وہ کیوں دوسرے سے نصیحت کی باتیں سُننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ سورۂ جمعہ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا تھا کہ اس میں یہی حکمت ہے کہ تمہیں اس بات کے لیے تیار کیا جائے کہ آئندہ بھی ایک آواز آنے والی ہے۔ اس کو سنو۔ اور تم میں یہ عادت ڈالی جاتی ہے کہ دوسرے کے مُنہ سے آواز سُن سکو۔ اور اس کا انکار نہ کرو۔ جب تم جمعہ کے دن ایک امام مقرر کر کے اس کی باتیں سُنتے ہو۔ خواہ وہ تمہارے نفس کے خلاف ہی کہے۔ تو پھر جو شخص ہماری طرف سے آکر تمہیں کچھ سُناتے۔ اس کی باتوں کا انکار کیونکر کر سکتے ہو۔ لیکن حیرت ہے کہ تم جمعہ کے دن خود ایک ایسے شخص کو جو تم سے بعض دفعہ تقویٰ میں طہارت میں علم میں کم ہوتا ہے۔ سُنتے ہو۔ اور اس کی باتوں کو خوشی سے برداشت کرتے ہو۔ مگر جو میری طرف سے آتا ہے اس کی باتیں نہیں سُنتے۔ گویا تم نے خدا کو بندوں سے بھی ذلیل سمجھ لیا ہے۔ کہ بندوں کے مقرر کردہ امام کی باتیں تو سنتے ہو۔ مگر خدا کے مقرر کردہ انسان کی باتیں نہیں سُنتے۔ تو جمعہ کے اندر یہ سبق دیا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے لیے دوسرے کی باتیں سننے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو بہت دفعہ انسان کو اپنے متعلق دھوکہ لگ جاتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان کو خود اپنے نفس کی کمزوری نظر نہیں آتی، لیکن دوسرے کو نظر آجاتی ہے اور وہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلا دیتا ہے۔ اس بات کو اگر مسلمان مضبوطی کے ساتھ پکڑتے اور اس پر کاربند ہوتے۔ تو ان میں کبھی تفرقہ نہ پڑتا۔ مگر بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی دوسرا نصیحت کرے۔ تو اس سے لڑنے لگ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم اپنی عزت اور شان ظاہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر کوئی نجاست کھا رہا ہو اور دوسرا اسے منع کرے۔ تو وہ کہے تجھے کیا مَیں ضرور کھاؤں گا۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جائیگا کہ وہ بڑا بہادر اور بڑی عزت والا انسان ہے۔ یا یہ کہ وہ حد درجہ کا جاہل اور نادان ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نیکی کے متعلق نصیحت کرتا ہے۔ اس سے لڑنا اور اُسے سخت و سُست کہنا کوئی عزت کی بات نہیں۔ بلکہ جہالت اور نادانی کا فعل ہے۔ کیونکہ جب تک اُسے بُرائی کا علم نہ تھا۔ اس وقت تک اسکا اس میں مبتلا رہنا اور

بات تھی، لیکن علم ہونے اور منع کرنے کے بعد بھی اس پر قائم رہنا اور منع کرنے والے سے لڑنا اس کی سخت نادانی اور جہالت کو ثابت کرتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے جس طرح آپس میں اتحاد قائم رکھنے اور محبت بڑھانے کے لیے جمعہ میں بڑا اسبق رکھا ہے اسی طرح تبلیغ کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔ اور اپنے دین کی تبلیغ اور تذکیر کے لیے اپنی عبادت کو چھوڑ دیا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جلسوں پر کیوں نمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ جمع کرنا کیسا۔ خدا تعالیٰ نے تو اجتماع کے دن دو رکعتیں ہی اُڑا دی ہیں۔ پھر جلسوں کے ذریعہ ذکر الٰہی اور دین الٰہی کا پھیلانا کیا ایسی نکمی چیز ہے کہ بارش ہو تو نماز جمع کر لی جائے۔ کہیں جانا ہو۔ تو جمع کر لی جائے، لیکن اس کے لیے نہ کی جاتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی اشاعت ایسی ہی معمولی چیز ہے کہ اس کے لیے نمازیں جمع نہیں کرنی چاہئیں۔ تو پھر یہ کیا ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنی آدھی عبادت ہی اُڑا دی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پھیلانا اور اس کے دین کی اشاعت کرنا بہت بڑے اہم امور میں سے ہے۔ پس جمعہ میں جہاں ان لوگوں کے لیے سبق ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی تحقیر کرتے ہیں کہ وہ اس کی اہمیت سمجھیں۔ وہاں ہمارے لیے بھی یہ سبق رکھا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کوئی معمولی چیز نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کے لیے اپنا حق بھی چھوڑ دیا ہے۔ اور اس طرح بتایا ہے کہ جب میں نے تذکیر اور وعظ کے لیے اپنی عبادت آدھی کر دی ہے۔ تو پھر تم اس کیلئے کیوں قربانی نہیں کرتے، مگر بہت لوگ ایسے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جاتے کہ تم کیا اشاعت دین کرتے ہو تو کہتے ہیں ہمیں اپنے کاموں سے ہی فرصت نہیں ہوتی۔ تبلیغ کیا کریں۔ میں کہتا ہوں۔ کاموں سے فرصت تو ان لوگوں کو بھی نہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود کو رد کیا ہے۔ پھر تم کو ان پر کیا فضیلت ہوئی۔ اور تم میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ رہا تبلیغ کے لیے چندہ دینا۔ میں مانتا ہوں کہ جس طرح ہماری جماعت ایک باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتی ہے اور کوئی جماعت نہیں دیتی۔ مگر پھر بھی اور قوموں میں ایسے لوگ ہیں تو سہی۔ جو چندہ دیتے ہیں۔ خواہ ان میں سے سو پچاس میں سے ایک ہی دے، لیکن چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لیے چندہ دینے والے تعداد کے لحاظ سے ان میں زیادہ ہیں۔ پس چندہ دینے کے لحاظ سے وہ ہمارے ساتھ تو مساوی ہیں۔ کیونکہ ان میں بھی ایسے لوگ ہیں جو دیتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اوقات کی خدا تعالیٰ کے لیے قربانی کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ سمجھتے ہیں کہ اگر خدا کے دین کے لیے روپیہ

دے دیا۔ تو پھر ضروری نہیں ہے کہ وقت بھی دیں۔ اتنا ہی کافی ہے کہ کبھی کسی مولوی کو بُلا کر وعظ کرا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مولوی جن پر قرض ہو جاتا ہے۔ وہ بمبئی وغیرہ مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اور وعظ کر کے روپیہ جمع کر لاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ دینے والے تو ان میں بھی ہیں۔ ہاں اگر کوئی فرق ہے تو یہی کہ وہ چندہ دے کر اس کے ساتھ یہ شرط لگاتے ہیں کہ ہم روپیہ تو دے دینگے لیکن اپنا وقت نہیں دینگے۔ مگر سچے مذہب کے پیرو اس قسم کی شرطیں نہیں لگایا کرتے۔

مومن کی علامت خدا تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: ۹۳) کہ جو چیز سب سے قیمتی سمجھے۔ اسے خدا کی راہ میں قربان کرے۔ اگر کوئی روپیہ تو دے سکتا ہے، لیکن وقت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ تو اس سے وقت کا ہی مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یا اگر امیر آدمی ہے۔ اس کو غرباء سے مل کر بیٹھنا دوبھر معلوم ہوتا ہے تو اس سے خدا تعالیٰ یہی قربانی چاہتا ہے۔ غرضکہ جو چیز کسی کو قیمتی معلوم ہو۔ وہی خدا تعالیٰ اپنے رستہ میں قربان کرنے کے لیے کہتا ہے اور مومن وہی ہوتا ہے جو ایسا کرتا ہے۔ پس اشاعتِ دین کے لیے خدا تعالیٰ نے جمعہ میں بہت بڑا سبق رکھا ہے۔ اور بتایا ہے کہ جب خدا نے اپنی عبادت کا آدھا وقت کم کر دیا ہے۔ تو تم کیوں اپنا وقت اس کام میں خرچ نہیں کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ آج یہاں باہر سے بھی جماعتیں آئی ہوئی ہیں۔ وہ بھی میری مخاطب ہیں، لیکن خصوصاً لاہور کی جماعت سے خطاب ہے۔ وہ بتاتے کہ اس کے کتنے آدمی ہیں۔ جو تبلیغ دین کے لیے اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اور ہر سال کتنے آدمی ان کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت لوگ اس خیال سے کہ ہمیں وسیع الاخلاق سمجھا جائے۔ ان لوگوں کو جن سے وہ ملتے ہیں۔ تبلیغ نہیں کرتے۔ تاکہ ان کے متعلق ان سے ملنے والے کہیں کہ انہیں ہم سے ملتے دو سال ہو گئے ہیں، لیکن کبھی انہوں نے اپنے سلسلہ کا نام تک نہیں لیا۔ اور کبھی تبلیغ نہیں کی۔ گویا وہ خدا اور اس کے رسول کو اس لیے قربان کرتے ہیں کہ انہیں وسیع الخیال کہا جائے۔ پھر کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنے اوقات کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اشاعت دین میں لگایا۔ تو ہماری تجارت یا پیشہ کے کاروبار میں نقصان ہوگا۔ گویا وہ دین کی اشاعت کی طرف اس لیے توجہ نہیں کرتے کہ اس وجہ سے انہیں مالی نقصان برداشت کرنا پڑے گا، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ صداقت پر قائم رہنے اور خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور وہ غیر احمدیوں کی طرح سمجھتے

ہیں کہ تبلیغ کرنا مولویوں کا کام ہے۔ ہمارا نہیں ہے جب انہیں کہا جائے کہ تم تبلیغ دین کیوں نہیں کرتے تو کہتے ہیں۔ مولوی بھیجو۔ گویا ان کے نزدیک تبلیغ کے ذمہ وار صرف مولوی ہیں۔ اور وہ خود اس سے بری الذمہ ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں کہیں۔ یَا اَیُّھَا المَوْلَوِیُّوْن نہیں آیا کہ اے مولویو! تم یوں کرو۔ بلکہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ہی آیا ہے کہ اے مسلمانو! تم اس طرح کرو۔ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس میں صرف علماء کو مخاطب کر کے کہا گیا ہو کہ اے علماء تم یُوں کرو۔ بلکہ بار بار یہی آیا ہے کہ اے مسلمانو! تم یُوں کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے سب مسلمانوں کو ذمہ وار قرار دیا ہے اور قرآن قیامت کے دن یہ مطالبہ نہیں کریگا کہ مجھے مولویوں نے دُنیا میں نہیں پہنچایا بلکہ یہی کرے گا کہ مجھے مسلمانوں اور مومنوں نے نہیں پہنچایا اور رسولِ کریمؐ بھی یہی فرمائیں گے کہ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: ۳۱) اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پھینک دیا۔ یہ نہیں فرمائیں گے کہ مولویوں نے اسے پھینک دیا۔ پس وہ لوگ جو صرف مولویوں کو تبلیغ کرنے کا ذمہ وار قرار دیتے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھا جائے کہ کسقدر تبلیغ کرتے ہو۔ تو کہتے ہیں۔ مولوی کچھ نہیں کرتے۔ ان سے میں پوچھتا ہوں۔ قرآن نے صرف مولویوں کو تبلیغ کرنے کا کہاں ذمہ وار قرار دیا ہے قرآن نے تو ہر ایک مومن کو ذمہ وار ٹھہرایا ہے۔ مولوی بیچارے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ تعریف کے مستحق ہیں نہ کہ طعن و تشنیع کے کہ سارا بار ان پر ڈال کر کہا جائے۔ وہ کچھ نہیں کرتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہتے ہیں۔ دو سُست شخص تھے۔ جو راستہ پر پڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ جب انکے پاس سے ایک آدمی گذرا۔ تو ایک نے اُسے آواز دیکر بُلایا۔ جب وہ پاس آیا تو اسے کہا کہ یہ بیر اُٹھا کر میرے منہ میں ڈال دینا۔ اس پر اسے غصہ آیا کہ خواہ مخواہ اس نے بُلا کر میرا حرج کیا ہے۔ اور وہ گالیاں دینے لگا۔ دوسرا جو پاس پڑا تھا اُس نے کہا بھئی یہ بڑا سُست آدمی ہے کچھ کرتا ہی نہیں ساری رات کُتا میرا منہ چاٹتا رہا ہے اُس نے ہشت تک نہیں کی وہ بول تو پڑا۔ مگر یہ خود کُتے کو ہٹانے کے لیے بھی نہ بولا۔ اور اُلٹا اس پر طعن کرنے لگا۔

آجکل عام لوگ مولویوں کو بہت بُرا بھلا کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتے، حالانکہ وہ کبھی نہ کبھی وعظ کر دیتے ہیں۔ اس پر بھی ان کو بُرا کہا جاتا ہے۔ مگر یہ جو دین کا نام تک نہیں لیتے۔ یہ اچھے ہو گئے اگر خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا کہ اے مولویو! دین کی خدمت اور اشاعت کرنا صرف تمہارا ہی فرض ہے تو اس وقت جسقدر چاہتے ان کو بُرا بھلا کہہ لیتے۔ کہ وہ کچھ نہیں کرتے مگر جب ایسا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک مومن کا فرض رکھا ہے کہ وہ دین کو پھیلاتے تو خواہ مخواہ مولویوں کے سر ہونا

اسی سُستی کی روش اختیار کرنا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ پس جب دین کی اشاعت کرنا ہر ایک مومن کا فرض ہے تو مَیں پوچھتا ہوں۔ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اس فرض کو سمجھا ہے۔ اور اس کے ادا کرنے کے لیے کام کیا ہے۔ آپ لوگوں کو کبھی تو سوچنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے صرف مولویوں کو تبلیغ کا ذمہ وار قرار نہیں دیا۔ بلکہ سب کو قرار دیا ہے اور جمعہ اس بہت بڑی ذمہ داری کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہے۔ پس مَیں اپنی ساری جماعت کو بالعموم اور جماعت لاہور کو بالخصوص کہتا ہوں کہ جہاں وہ وعظ اور نصیحت کو سننے کی عادت پیدا کریں۔ اور اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ وہاں اس کے پھیلانے کی بھی کوشش کریں۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کا آدھا کر دیا ہے۔ تو کیا وہ کچھ نہیں چھوڑنا چاہتے۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھ عطا فرمائے کہ اس کے دین کو پھیلانے میں لگ جائے۔ اور لڑائیوں جھگڑوں میں پڑ کر وقت ضائع نہ کرے۔ بلکہ متحد ہو کر خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں لگ جائے۔ تاکہ جلد سے جلد خدا تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن جائے۔"

(الفضل ۸ر مارچ ۱۹۲۰ء)